ڈاکٹر عاصمہ رانی

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونی ورسٹی بہاولپور

ڈاکٹر ارم رباب

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ انگریزی، گورنمنٹ کالج ویمن یونی ورسٹی سیالکوٹ

اُردو اور پاکستانی زبانیں....ایک لفظ کے آئینے میں

Dr. Aasma Rani
Assistant Professor, Department of Urdu, Govt Sadiq College For Women University, Bahawalpur.
Dr. Irum Rubab
Assistant Professor, Department of English, Govt College Women University, Sialkot.

Urdu and Pakistani Languages….in Percpective of one Word

The actuality and existance of Urdu language depends on native languages of subcontinent more than foreign languages. Local languages have strong impression and impacts on morphology and syntax structure of Urdu language.The word structure of Urdu language is actualy linked with local Pakistani languages. With the passage of time, many attempts,that were based on improvement and purification in the nature ofword and canon, made by Urdu researchers, has disturbed the the whole structure and created a huge gap between Urdu and other local languages. It has been tried to disclose this fact in this article that Urdu is the Language of subcontinent and other Languages are annexed with it because of being this territorial accent. The word "Hand" has been exemplified for its explanations."

Keywords: *Language, Evolution, Hand, Locality, Canon.*

اُردو میں لفظ "ہاتھ" کئی املاؤں اور کئی معنویتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً عام معنی وہی ہیں جو لفظ "دست و بازو" اور انگریزی میں "HAND" کے لیے تصور کیے جاتے ہیں یعنی بازوؤں کا آخری حصہ جس میں ہتھیلی، انگوٹھا اور انگلیاں شامل ہیں جب کہ اُردو، پنجابی، ہریانوی، سرائیکی اور ہندکو وغیرہ میں لفظ "ہاتھ" پیمائش کا اسی

طرح کا ایک پیمانہ بھی ہے جیسا کہ ان علاقوں میں پیمائش کا ایک پیمانہ "قدم" ہے۔ قدم کا مطلب کسی متوسط قد اور جسامت کے آدمی کے ایک قدم سے دوسرے قدم تک کا فاصلہ ہے۔ اسی طرح "ہاتھ" بڑی انگلی کے آخری حصے سے کہنی تک کے فاصلے کو کہتے ہیں جب کہ محاورے میں "ہاتھ دکھانا"[۱] ایک نئی معنویت کے ساتھ سامنے آتا ہے۔

اسی طرح اُردو میں لفظ "ہاتھ" کی املائیں بھی مختلف ہیں۔ مثلاً ہاتھ اور ہات یعنی کہیں بر وزنِ ساتھ اور کہیں بر وزنِ بات۔ میر و سودا کے زمانے بطورِ خاص نظیر اکبر آبادی کی نظموں میں یہ دونوں املائیں یکساں طور پر نظر آتی ہیں۔ مثال کے طور پر میر کے اشعار سے مثالیں ملاحظہ فرمایے:

ؔ تیغ پر ہاتھ دم بہ دم کب تک
اِک لگا چُک کہ مدعا ہے یہ[۲]

ؔ دل کو گو ہاتھ میں رکھو اب تم
کوئی یہ بے قرار رہتا ہے؟[۳]

اِسی طرح سودا کے اشعار میں لفظ "ہاتھ" کی مثالیں دیکھیے:

ؔ بساط اپنی میں تھا جو ایک دل سو بھی تو کھو بیٹھا
مجھے مدّت ہوئی پیارے میں اس سے ہاتھ دھو بیٹھا[۴]

ؔ جہاں میں دیکھ کے طالع کی نارسائی کو
خیال ہے مجھے اب ہاتھ کی لکیروں ساتھ[۵]

اِسی طرح نظیر اکبر آبادی کی نظم "راکھی" کے دو بند ملاحظہ فرمایے:

ؔ عیاں ہے اب تو راکھی بھی چمن بھی گل بھی شبنم بھی
جھمک جاتا ہے موتی اور جھلک جاتا ہے ریشم بھی
تماشا ہے! ہاہاہا! غنیمت ہے یہ عالم بھی
اُٹھانا ہاتھ پیارے واہ واہ ٹک دیکھ لیں ہم بھی
تمہاری موتیوں کی اور زرّی کے تار کی راکھی
مچی ہے ہر طرف کیا کیا سلوتوں کی بہار اب تو

ہر اِک گل رو پھرے ہے راکھی باندھے ہاتھ میں خوش ہو
ہوس جو دل میں گزرے ہے کہوں کیا آہ میاں تم کو
یہی آتا ہے جی میں بن کے باہمن آج تو یارو
میں اپنے ہاتھ سے پیارے کے باندھوں پیار کی راکھی (۶)

اِن تمام اشعار میں لفظ "ہاتھ" "بروزنِ "ساتھ" "استعمال ہوا ہے جب کہ نظیر اکبر آبادی کی کئی نظموں میں بروزنِ بات بھی آیا ہے۔ صرف ایک جگہ دیکھیے جہاں قافیے کی بندش کسی اور املاء کی اجازت نہیں دیتی۔ اس حوالے سے "دنیا دار المکافاۃ ہے" کے دو بند ملاحظہ فرمایے:

دنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یاں کی سات لے
نیکی کا بدلا نیک ہے بد سے بدی کی بات لے
میوہ کھلا میوہ ملے پھل پھول دے پھل پات لے
آرام دے آرام لے دکھ درد دے آفات لے
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے
غفلت کی یہ جا گہ نہیں یاں صاحب ادراک رہ
دل شاد رکھ دلشاد رہ غم ناک رکھ غم ناک رہ
ہر حال میں تو بھی نظیر اب ہر قدم کی خاک رہ
یہ وہ مکاں ہے او میاں یاں پاک رہ بے باک رہ
کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہات دے اُس ہات لے (۷)

اُردو زبان میں "نہتا" اور "دوہتڑ" اس کی نمایاں مثالیں ہیں۔ نہتا کے معنی اُس شخص کے ہیں جس کے ہاتھ میں کوئی ہتھیار مثلاً لاٹھی اور بندوق وغیرہ نہ ہو لیکن یہ "ہت" اور "ہتھ" دونوں صورتوں میں مستعمل ہو سکتا ہے جب کہ "دوہتڑ" کو تو ہائے مخلوطی سے نہیں لکھا جا سکتا اور اس کے معنی کسی کو دونوں ہاتھ ملا کر مارنے کے ہیں۔

لفظ "ہاتھ" اور "ہات" کی دونوں املاؤں کو جدید عہد کے عظیم اُردو شاعر مجید امجد نے بھی اپنے کلام میں خوب برتا ہے۔ پہلے لفظ ہاتھ کے استعمال کی چند مثالیں دیکھیے:

ے جاتی ہوئی خزاں کے جنازے کے ساتھ ساتھ
تالی بجاتے جاتے ہیں ان کے حسین ہاتھ (۸)

ے ایک بوسیدہ، خمیدہ پیڑ کا کمزور ہاتھ
سینکڑوں گرتے ہوؤں کی دستگیری کا امیں! (۹)

ے آگ جلتی ہے، زندگی کی آگ!
جس کی لپٹوں پہ ہاتھ سینکتے ہیں (۱۰)

اِسی طرح مجید امجد کے کلام سے لفظ "ہات" کی مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

ے سیاہیوں میں گھرے طاق و گنبد و ایواں
کی اوٹ سے یہ اُبھرتی ہوئی شعاعوں کے بڑھتے ہات! (۱۱)

لفظ "ہات" کی مثال کے لیے نظم "درسِ ایّام" کا یہ بند دیکھیے:

ے سیلِ زماں کے ایک تھپیڑے کی دیر ہے
یہ ہات، جھریوں بھرے، مرجھائے ہات، جو
سینوں میں اَٹکے تیروں سے رستے لہو کے جام
بھر بھر کے دے رہے ہیں تمہارے غرور کو
یہ ہات، گلبنِ غمِ ہستی کی ٹہنیاں
اے کاش! انہیں بہار کا جھونکا نصیب ہو (۱۲)

اِسی طرح نظم "بہ فرشِ خاک" کا یہ شعر دیکھیے:

ے چاروں کھونٹ، گلابی ہونٹ، نگہ کو رس کے گھونٹ پلائیں
لیکن جب میں ہات بڑھاؤں تیرا دامن ہات نہ آئے (۱۳)

جب کہ نظم "نہ کوئی سلطنتِ غم ہے نہ اقلیمِ طرب" میں مجید امجد نے اس لفظ کو ایسے برتا ہے کہ قافیے کی وجہ سے کوئی اور املاء ممکن ہی نہیں رہتی۔ نظم کے یہ حصے ملاحظہ فرمایے:

ب
کیا کہوں، کتنے غموں کتنے غموں کی شکن آلود بساط
وقت کے گھومتے زینوں پہ مرے رکتے ہوئے قدموں کے سات
میں نے اِک عمر اسی معمور ۂ ظلمات میں رقصاں، جولاں
ہر قدم اپنے ہی قدموں کی صداؤں سے گریزاں، لرزاں
جگر جام سے چھنے ہوئے نشوں میں مگن
خاک ان راہوں کی یوں خاک بہ سر چھائی ہے
جس طرح ایک سہارے کی تمنا میں کسی ٹوٹتے تارے کی حیات
مہ و انجم کے سفینوں کی طرف اپنے بڑھائے ہوئے ہات
خمِ افلاک سے ٹکرا کے بھسم ہو جائے (۱۴)

جب کہ ہماری درخواست یہ ہے کہ لفظ ہاتھ یا ہات میں حروف "الف" کا اضافہ اہلِ اُردو کی ان بدعات کی وجہ سے ہوا جو مختلف زمانوں میں اصلاحِ زبان کے نام پر روا رکھی گئیں ورنہ اب بھی برصغیر کی بہت سی علاقائی یا موجودہ زمانے میں پاکستان کی پاکستانی زبانوں میں یہ لفظ "الف" کے بغیر "ہتھ" کی املاء اور تلفظ کے ساتھ رائج ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اُردو اور ہریانوی کے علاوہ سندھی، سرائیکی، پنجابی، پوٹھوہاری اور ہندکو میں یہ لفظ اِسی طرح مستعمل ہے۔ مثال کے طور پر "فیروزاللغات" میں درج کچھ روزمرہ اور کچھ محاورات ملاحظہ فرمایئے:

مثلاً ہم "ہتھ اُدھار" (۱۵) کو جانتے ہیں۔ یہ وہ قرض ہے جو مختلف دکان دار کسی لکھائی پڑھائی کے بغیر دو چار گھنٹوں یا دو چار دنوں کے لیے لیتے ہیں۔ اِسی طرح "ہتھ پھول" آتش بازی کے اس سامان کو کہتے ہیں جسے عرفِ عام میں "پھلجھڑی" بھی کہا جاتا ہے اور سبب یہ ہے کہ پھلجھڑی کو روشن کرتے ہی یوں لگتا ہے جیسے ہاتھ میں کثرت سے پھول کھل گئے ہوں۔ "ہتھ چلا" اس شخص کو کہتے ہیں جو دیکھے بھالے بغیر کسی کو تھپڑ مکا مار دے۔ چاہے بعد میں اس کے لیے سزا ہی بھگتنا پڑے۔ اِسی طرح کے آدمی کو "ہتھ چھٹ" بھی کہتے ہیں جب کہ لفظ "ہتھ چلا" میں چالاکی اور عیاری کے معنی بھی پوشیدہ ہیں۔ انہی معنوں میں لفظ "ہتھ ناٹک" بھی استعمال ہوتا ہے یعنی ہاتھوں کے ذریعے ڈراما کر کے لوگوں کو بے وقوف بنانے والا شخص۔ مداری اور نظر بندی کر کے تماشا دکھانے والے آدمی کو بھی ہتھ ناٹک کہتے ہیں۔ "ہتھ رس" تو وہ لفظ ہے جو اُردو اور فارسی کے ملاپ سے وجود میں آیا یعنی جس کے ہاتھوں کی رسائی بہت دور تک ہو۔ جن معنوں میں "ہتھ رس" استعمال ہوتا ہے فارسی زبان میں اس کے لیے ترکیب "دست رس" ہے۔ اسی

طرح ''ہتھ نال'' اس نلکے کو کہتے ہیں جو ہاتھ سے چلایا جائے جیسا کہ بجلی آنے سے پہلے زمین میں مشینی بور کر کے نلکے لگائے جاتے تھے اور آج بھی دیہاتوں کے ساتھ ساتھ بہت سے شہروں میں مستعمل ہیں ایک معنی یہ بھی ہیں کہ ایک قسم کی چھوٹی توپ جسے ہاتھی کی پیٹھ پر لادتے ہیں ''ہتھ کل'' کے معنی اس پرزے کے ہیں جسے کسی بھی طرح کی انر.جی کے بغیر ہاتھوں سے چلایا جاسکے اور دستی یا دروازے کی بلی بھی اس کے معنی ہیں۔ ''ہتھ گاڑی'' جس کی کئی اقسام آج بھی شہروں اور کبھی کبھی ریلوے لائنوں پر نظر آتی ہیں۔ اِسی طرح ایک لفظ ''ہتھ پھیر'' ہے جس کے کئی معنی ہو سکتے ہیں لیکن یہ عام طور پر ہاتھ کی چالاکی کے زمرے میں آتا ہے۔ یہ لفظ روزمرہ بھی ہے اور اب ''ہتھ پھیری کرنا'' کی صورت میں محاورہ بھی بن گیا ہے۔ محاورے کی ایک اور صورت ''ہتھ جوڑی'' کرنا میں بھی نظر آتی ہے؛ جب مقابل پہلوان کشتی شروع کرنے سے پہلے ایک دوسرے کے ساتھ ہاتھ ملاتے ہیں۔ ''ہتھ لیوا'' ہندوؤں کی ایک رسم ہے جس میں دولہا دلہن کا ہاتھ ملا دیتے ہیں۔

اب تک جس قدر مثالیں دی گئیں وہ سب کی سب اُردو کی ہیں لیکن شبہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ اُردو کی بجائے سندھی، سرائیکی، پنجابی، پوٹھوہاری اور ہندکو کی مثالیں ہیں جو خواہ مخواہ اُردو پر چسپاں کی جارہی ہیں۔ لہٰذا لازم آتا ہے کہ کچھ ایسی مثالیں بھی پیش کی جائیں جو اوّل تا آخر اُردو زبان کی تصور کی جائیں۔ اس کی سب سے پہلی مثال لفظ ''ہتھیار''[۱۶] ہے جسے ہم عام طور پر ایک لفظ تصور کرتے ہیں حالانکہ یہ ایک ترکیب ہے جو دو لفظوں یعنی ''ہتھ'' اور ''یار'' سے مل کر بنی ہے اور اس لفظ کی ترکیب سمجھ کر ہی اس کے حقیقی معنی واضح ہوتے ہیں یعنی ہاتھ کا یار یا ہاتھ کا دوست۔ اس سے ہمارے مفروضے کی توثیق ہوتی ہے کہ یہ لفظ بنیادی طور پر ہتھ ہے ہاتھ نہیں۔

دوسری مثال ملاحظہ فرمایے۔ ''ہتھکڑی'' اُردو کا معروف لفظ ہے یعنی ہاتھ میں پڑی ہوئی کڑی یا زنجیر جس کی وجہ سے ہاتھ اور انسان آزادانہ ہو سکیں۔ اس لفظ میں بھی ''ہتھ'' بہ معنی ہاتھ اور دست استعمال ہوا ہے۔ ''ہتھیلی''[۱۷] اور ''ہتھوڑا'' بھی اُردو کے اِسی طرح کے لفظ ہیں مثلاً ہتھیلی ہاتھ کا وہ حصہ ہے جو کلائی سے آگے اور انگلیوں سے پہلے موجود ہے اور جس پر سینکڑوں لکیریں نظر آتی ہیں۔ ہتھوڑا لوہار یا لوہار کے مددگار کا وہ ہتھیار ہے جسے ہاتھ میں پکڑ کر گرم لوہے پر ضرب لگائی جاتی ہے یا جس سے کوئی بھی چیز توڑی جاسکتی ہے۔ اُردو میں ہتھوڑا کے ساتھ ساتھ تانیث کے طور پر لفظ ''ہتھوڑی'' بھی مستعمل ہے لیکن اس کی سب سے بہترین مثال لفظ ''ہتھ کنڈہ'' ہے۔ ہتھکنڈہ ایک مرکب لفظ ہے ''ہتھ'' وہی لفظ ہے جسے اہلِ اُردو نے بے جا تصرف کر کے ''ہاتھ'' بنا لیا جب کہ لفظ ''کنڈہ'' تمام پاکستانی زبانوں کے ساتھ ساتھ خود ہریانوی میں بھی مستعمل ہے اور اہلِ اُردو نے اس کی شکل بگاڑ

کر ''کاٹا'' کر دی ہے۔ اب غور کیجیے اگر اس لفظ کو ''ہاتھ کاٹا'' پڑھا اور لکھا جائے تو تفہیم کی کیا صورت پیش آئے گی؟ جب کہ لفظ ہتھ کنڈہ اُردو سمیت پاکستانی زبانیں بولنے والے بیشتر لوگ سمجھتے، بولتے اور لکھتے ہیں۔

اسم اور ضربِ مثل تو کہیں سے بھی آ کر زبانوں میں شامل ہو جاتی ہیں لیکن مصدر نہ تو آسانی سے بنایا جا سکتا ہے اور نہ ہی گھڑا جا سکتا ہے اور یہ جب تک زبان کے بہترین معیارات اور جملہ خصوصیات پر پورا نہ اُترتا ہو تب تک زبان میں شامل نہیں ہو سکتا جب کہ دل چسپ حقیقت یہ ہے کہ اُردو زبان میں ''ہات'' اور ''ہاتھ'' کے حوالے سے دو مصادر ملتے ہیں۔ ہات سے ''ہتیانا'' اور ہاتھ سے ''ہتھیانا''۔ غور کیجیے ان دونوں مصادر میں ت اور تھ سے پہلا ''الف'' پنجابی، سندھی، سرائیکی، پوٹھوہاری اور ہندکو کی طرح غائب اور مفقود ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ درحقیقت ابتداء میں ان مصادر میں الف شامل ہی نہیں تھا۔ یہ اضافہ بعد کی پیداوار ہے۔

ان مثالوں سے واضح ہو گیا ہو گا کہ ابتداء میں اُردو میں بھی لفظ ''ہاتھ'' کی جگہ لفظ ''ہتھ'' ہی استعمال ہوتا تھا اور اگر ہم موجودہ زمانے میں بھی اس لفظ کو اِسی شکل میں قبول کر لیں اور استعمال کرنے لگیں تو اِس میں کوئی مضائقہ نہیں ہونا چاہیے اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہو جائے گی کہ اُردو برصغیر پاک و ہند کی واحد زبان ہے جو تھوڑے تھوڑے فاصلے پر اپنے ذخیرہ الفاظ اور لہجوں کو تبدیل کر کے ایک زمانے سے ہر دور کا ساتھ دیتی آ رہی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ''فیروز اللغات''، مرتبہ: مولوی فیروز الدین، فیروز سنز، لاہور، ص ۱۴۲۳

۲۔ ''کلیاتِ میر''، مرتبہ: فائق علی، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع اوّل، جلد اوّل، جولائی ۱۹۷۶ء ص ۳۹۹

۳۔ ایضاً، ص ۵۵۲

۴۔ ''کلیاتِ سودا''، جلد اوّل، مجلس ترقی ادب، لاہور، طبع دوم، جون ۱۹۹۲ء، ص ۶۳۴

۵۔ ایضاً، ص ۶۵۵

۶۔ ''کلیاتِ نظیر اکبر آبادی''، مرتبہ: مولانا عبدالباری آسی، مکتبہ شعر و ادب، لاہور، بارہواں ایڈیشن، 1951ء، ص ۴۴۴

۷۔ ایضاً، ص ۵۹۹۔۵۹۷

۸۔ "کلیاتِ مجید امجد"، مرتبہ: ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، الحمد پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت دوم، ستمبر ۲۰۰۶ ء، ص ۵۴

۹۔ ایضاً، ص ۱۰۲

۱۰۔ ایضاً، ص ۸۶

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۲۶

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۲۹

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۴۴

۱۴۔ ایضاً، ص ۲۸۷۔۲۸۶

۱۵۔ "فیروز اللغات"، مرتبہ: مولوی فیروز الدین، ص ۱۴۳۲

(زیرِ غور مقالہ میں لفظ "ہاتھ" کے معنیاتی مباحث کے سلسلہ میں فقط "فیروز اللغات" ہی سے رجوع کیا گیا ہے)

۱۶۔ "فیروز اللغات"، مرتبہ: مولوی فیروز الدین، ص ۱۴۳۲

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۴۳۳